آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی سال اوّل جون 2017 اُردو امتحان کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توضیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِّ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طالبِ علموں کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پہ طلبہ کی کارکردگی پر ممتَحِنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتَحِنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ون کا اردو لازمی پرچہ دوم / II پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک کے دو جُز ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے تین جُز ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل ' مجموعہ نظم و نثر ' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصّے میں CRQ کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQ ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری / خلاصہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہیے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جا سکتا ہے جس سے کسی SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی جانچ کی جا سکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے مارکس / نمبرات دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ مارکس / نمبرات کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور "کیوں" ، "کیا" اور "کیسے" جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:

(الف) کہانی '**نہ گھر کے نہ گھاٹ کے**' سے آپ نے کیا سبق حاصل کیا؟ کسی دو نکات کو بیان کریں اور کہانی کے عنوان کو قواعد کی رو سے کیا کہا جاتا ہے، اس کی بھی وضاحت کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر یہ سوال بہتر رہا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

سوال کا آخری حصّہ جو قواعد پر مبنی تھا ، اس حصّے میں طلبہ کی کارکردگی مجموعی طور پر اچھی نہیں رہی۔ بلکہ یہ حصّہ ان کی ناقص کارکردگی کو ظاہر کر رہا تھا۔ طلبہ نے دو نکات لکھ کر ہی نمبرات حاصل کیے ہیں۔ کہانی سے اخذ کیے گئے فائدے کو دورانِ جواب طلبہ نے مختلف انداز میں پیش کیا۔ مثلاً ہمیں سب کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ صرف اپنا فائدہ نہیں دیکھنا چاہیے۔ اپنے حقوق کا ہمیں علم ہونا چاہیے۔ بلاوجہ مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

مثال:

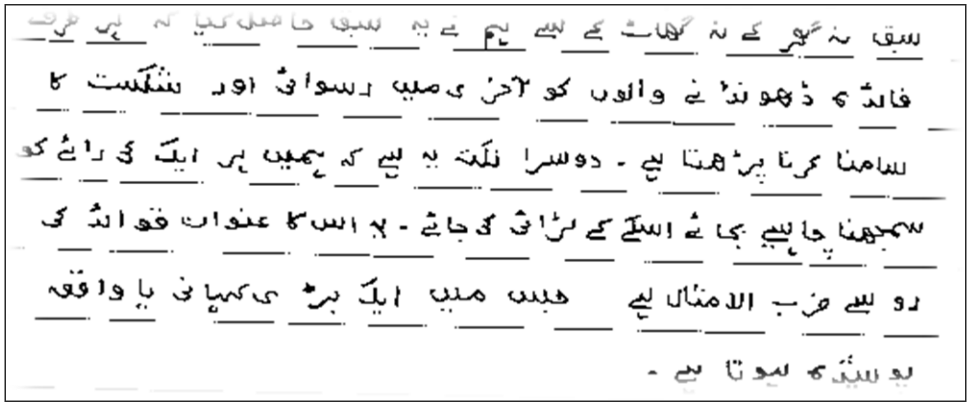

سبق نہ گھر کے نہ گھاٹ کے سے ہم نے یہ سبق حاصل کیا کہ ہمیں طرف
فائدہ کو ڈھونڈنے والوں کو آخر میں رسوائی اور شکست کا
سامنا کرنا پڑھتا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہمیں ہر ایک کی رائے کو
سمجھنا چاہیے بجائے اسکے کے ٹرائی کی جائے۔ یہ اس کا عنوان فوائد کی
دو ہے ضرب الامثال ہے جس میں ایک بڑی کہانی یا واقعہ
پوشیدہ ہوتا ہے۔

ناقص جواب :

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد ایسی تھی جو سوال کے دوسرے حصّے کی تفہیم نہیں کر سکی۔ املا اور خط نہایت غیر معیاری تھا۔ جملوں میں ربط اور تسلسل کی کمی بھی تھی۔ الفاظ کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ کچھ طلبہ نے جواب کے لیے دی گئی جگہ کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ محاورہ اور ضرب المثل کا اس سطح پر طلبہ کو معلوم ہونا ضروری ہے لیکن اس بات کی شدّت سے کمی محسوس ہوئی کہ نویں جماعت کا طالبِ علم اس بات سے ناواقف نظر آیا۔

مثال:

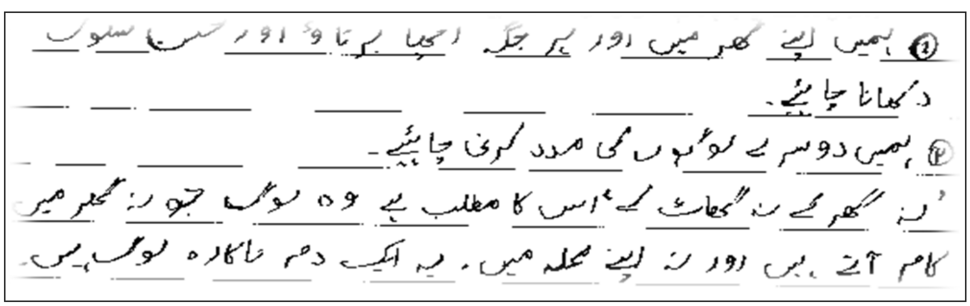

(1) ہمیں اپنے گھر میں اور ہر جگہ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک
دکھانا چاہیئے۔
(2) ہمیں دوسرے لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے۔
'نہ گھر کے نہ گھاٹ کے' اس کا مطلب ہے وہ لوگ جو نہ گھر میں
کام آتے ہیں اور نہ اپنے محلہ میں۔ یہ ایک قسم ناکارہ لوگ ہیں۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو بنیادی قواعد کی مشق ضرور کرائیں۔
- محاورہ اور ضرب المثل کا اس سطح پر طلبہ کو معلوم ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ مشق کروائی جائے۔
- بنیادی نکات کس طرح تحریر کیے جاتے ہیں۔ اس کی مشق بھی ضرور کرانی چاہیے۔
- جملوں کے مابین کیسے تسلسل رکھا جاتا ہے اس کی مشق کی بھی ضرورت ہے۔

(ب) 'آدمی کسی حالت میں کیوں نہ ہو، علم سے اس کو فائدہ ہی ہو گا۔ اگر مصیبت میں ہے تو علم اس کی ایسی غمگساری کرے گا جو کسی دردمند سے نہ ہو سکے اور اگر خوشی میں ہے تو علم اس خوشی کو پائدار کرے گا۔ آسودگی اور قائم مزاجی اور استغنا اور سیر چشمی جیسی علم سے حاصل ہوتی ہے، نہ دولت سے حاصل ہوتی ہے، نہ حکومت سے۔ واری جائیے پڑھنے کے اور صدقے جائیے کتاب کے۔ فرصت کا مشغلہ، دل بہلاوا، گھر بیٹھے کی سیر، استانی کی استانی اور سہیلی کی سہیلی۔'

درج بالا عبارت کے پس منظر میں علم حاصل کرنے کے **دو** ایسے فائدے تحریر کیجیے جس نے آپ کی زندگی پر کوئی اثر ڈالا ہو۔

نوٹ: طلبہ کی اکثریت سوال سمجھنے میں ناکام رہی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے علم حاصل کرنے کے فوائد تو ضرور تحریر کیے لیکن اُن میں ذکر یہ کیا کہ کون سی بات یا فائدے نے ان کی زندگی میں تبدیلی پیدا کی یا اثر ڈالا ہے۔ مثلاً ان کا کہنا تھا کہ علم حاصل کرنے کے سبب انھیں صحیح غلط کی پہچان ہوئی اور وہ کئی جگہ درست فیصلہ کرنے کے قابل ہوئے۔ طلبہ نے کم از کم چار جملوں میں ربط و تسلسل قائم کیا، اور کم از کم چار بہترین الفاظ بھی تحریر کیے۔

مثال:

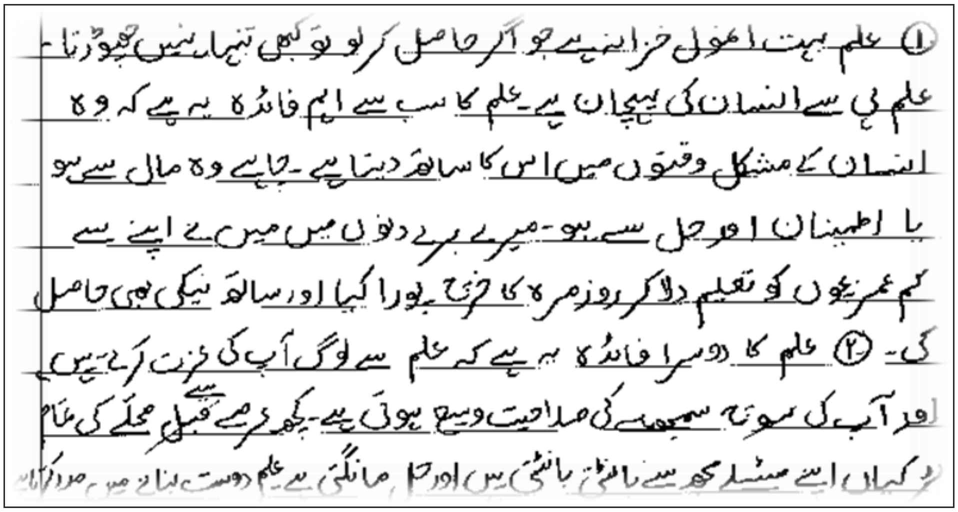
① علم بہت اصول خزانہ ہے جو اگر حاصل کر لو تو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔
علم ہی سے انسان کی پہچان ہے۔ علم کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ وہ
انسان کے مشکل وقتوں میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ چاہے وہ مالی سے ہو
یا اطمینان اور حل سے ہو۔ میرے برے دنوں میں میں نے اپنے سے
کم عمر بچوں کو تعلیم دلا کر روزمرہ کا خرچ پورا کیا اور ساتھ نیکی بھی حاصل
کی۔ ② علم کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ علم سے لوگ آپ کی عزت کرتے ہیں
اور آپ کی سوچ سمجھنے کی صلاحیت وسیع ہوتی ہے۔ گھر میں جیسے قبیلے محلے کی عام
لڑکیاں اپنے مسئلے مجھ سے [illegible] بانٹتی ہیں اور [illegible] مانگتی ہیں یہ علم دوست بنانے میں مدد کرتا

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی زیادہ تعداد ایسی تھی جسے بنیادی طور پر سوال سمجھنے میں مشکل پیش آئی۔ تمام ممتحنین کا یہی مشاہدہ تھا کہ سوال کو سمجھ کر حل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔ مثلاً: طلبہ نے علم سے زندگی کو کیا فائدہ پہنچتا ہے کے بجائے انھوں نے علم کے فوائد لکھ دیے ،جب کہ ان فوائد کے زندگی پر کیا اثرات مرتّب ہوئے وہ لکھنے سے قاصر تھے۔ طلبہ نے فائدہ اور اثر دونوں کو ایک ہی معنوں میں لیا۔ ان لفظوں کے مابین وہ تفریق نہیں کر سکے۔ جملوں میں ربط اور تسلسل کی بھی کمی نظر آئی۔ لکھے گئے جوابات میں املا کی اغلاط بھی موجود تھیں۔ ذخیرۂ الفاظ کا استعمال موضوع سے مطابقت رکھتے ہوئے نہیں کیا گیا۔

مثال:

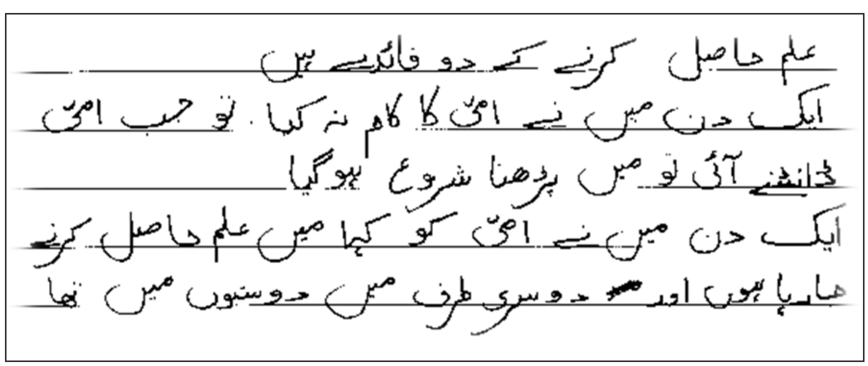
علم حاصل کرنے کے دو فائدے ہیں
ایک دن میں نے امی کا کام نہ کیا۔ تو جب امی
ڈانٹنے آئی تو میں پڑھنا شروع ہو گیا
ایک دن میں نے امی کو کہا میں علم حاصل کرنے
جا رہا ہوں اور دوسری طرف میں دوستوں میں تھا

تجاویز:

- سوال کو سمجھنا اور پھر اس کے مطابق کام کرنا، یہ بھی ایک مہارت ہے۔ اساتذہ کو اس سلسلے میں اضافی مشقوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- لفظوں کی پہچان کے لیے بھی سرگرمیوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- طلبہ کو مختلف مشکل الفاظ دے کر ان کا استعمال جملوں میں کروانا چاہیے۔

سوال نمبر 2 :

(الف)

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اُڑ گیا دنیا سے تو مانند خاکِ رہ گذر

درج بالا شعر میں علمِ بیان کی کون سی اصطلاح موجود ہے؟ نیز اس لفظ کی نشان دہی بھی کیجیے۔

نوٹ: یہ سوال گذشتہ امتحانی پرچے میں پوچھا جا چکا ہے۔ امید یہی تھی کہ یہ سوال طلبہ بہت بہتر طریقے سے انجام دیں گے، لیکن ایسا نہیں ہوا، مشاہدے میں یہی آیا کہ طلبہ امسال بھی اس میدان میں یعنی 'علمِ بیان' میں کمزور ہیں۔ وہ علمِ بیان کی اصطلاح کی نشان دہی زیادہ تعداد میں نہیں کر سکے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بہتر جواب جن طلبہ نے پیش کیے اس میں اصطلاح کی نشان دہی بھی کی گئی اور اُس لفظ کی بھی جو سوال میں پوچھا گیا تھا۔

مثال:

درج بالا شعر میں تشبیہ کا استعمال کیا گیا ہے جو علم البیان کی اصطلاح ہے۔ لفظ " مانندِ خاکِ رہ گزر" میں مسلمانوں کے وجود کو راستے کے غبار سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

علمِ بیان کی اصطلاح سے ناواقفیت کے سبب طلبہ نہ تو اصطلاح کی نشان دہی کر سکے اور نہ ہی اس لفظ کی جو سوال میں پوچھا گیا تھا۔

مثال:

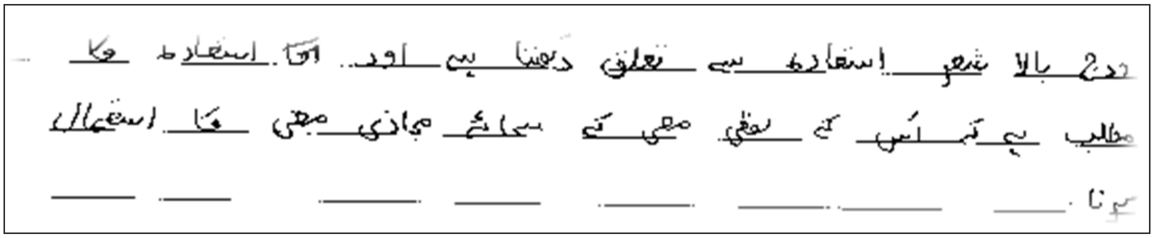
درج بالا شعر استعارہ سے تعلق رکھتا ہے اور آنا استعارہ ہے۔
مطلب ہے کہ اس کے لفظی معنی کے ساتھ مجازی معنی کا استعمال ہوتا۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ نصاب میں دی گئی علمِ بیان کی اصطلاحوں کو جو کہ صرف دو ہی ہیں، بہت اچھے سے اس کی مشق کرائیں۔
- تشبیہ اور استعارہ کو سمجھانے کے لیے مختلف سرگرمیاں تخلیق کریں۔
- مختلف چیزوں کے ذریعے انھیں سمجھانے کی کوشش جاری رکھیں، کیوں کہ اگلی جماعتوں میں بھی اسی تعلّمی حاصل پر مبنی سوال امتحانی پرچے میں پوچھے جاتے ہیں۔
  https://explainry.com/%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88/%D8%B9%D9%84%D9%85-/%D8%A8%DB%8C%D8%A7%D9%86
- اس سلسلے میں مختلف ویب سائٹ کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔

(ب) جوش ملیح آبادی کی نظم '**کسان**' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کی نظم نگاری کی کوئی **تین** خصوصیات تحریر کیجیے۔

نوٹ: طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جس نے جوش ملیح آبادی کی نظم نگاری کی خصوصیات لکھی ہیں۔ کم ہی جوابات ایسے تھے جس میں جوش کی نمائندہ خصوصیات لکھی گئی تھیں۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے جوش کو شاعر انقلاب کے نام سے یاد کیا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے جوش کو کہا کہ انیس کے بعد دوسرے شاعر ہیں جنھیں تمثیلات پیش کرنے کا ملکہ حاصل ہے۔ جوش کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ الفاظ کا نزول وحی کی صورت ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ لیکن بہت کم ہی طلبہ ان کی خصوصیات لکھ پائے۔

مثال نمبر1:

① آپ کو شاعرِ انقلاب کہا جاتا ہے۔
② آپ زبان و بیان پر قدرت رکھتے تھے۔
③ آپ کا ذخیرہ الفاظ بہت گہرا اور وسیع تھا۔
④ آپ کے انداز میں سادگی و سلاست پائی جاتی ہے۔

مثال نمبر2:

(۱) چونکہ جوش ملیح آبادی جو نکہ دبستان لکھنؤ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان کی
نظموں میں ذخیرہ الفاظ ملتا ہے اور فارسی اور ہندی الفاظ کو اپنی نظموں میں
خوبصورتی سے سموتے تھے (۲) جوش کے یہاں دبستانِ دہلی کی بلند خیالی بھی پائی
جاتی ہے اور مقصدیت کو اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی نظموں میں بہت گہری باتیں
ہوتی ہیں۔ (۳) جوش نے نظموں کے موضوعات کو حسن و عشق سے نکال کر عوام کو اپنی
نظموں کا موضوع بنایا۔ وہ ستم رسیدہ اور پسے ہوئے طبقے میں حسن تلاش کرتے ہیں مثلاً "کسان" نظم دیو...

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے نظم 'کسان' کی وضاحت کی یا پھر کسان کی خوبیوں کو تحریر کیا۔ بعض طلبہ نے کسان کی شخصیت کے انتخاب کو تحریر کرنے کے بجائے نظم میں درج تفصیلات تحریر کیں۔ اس سوال کے جوابات سے بھی یہی عندیہ ملتا ہے کہ طلبہ میں سوال کو سمجھ کر اس کا جواب لکھنے کا فقدان ہے۔ لکھی گئی تحریر بے ربط تھی جس کے باعث خوبی کا عنصر بھی ناپید تھا۔ سوال کو سمجھنے اور نئے انداز سے کسی بات کو پوچھنے پر وہ اس کا تسلی بخش جواب لکھنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ بعض طلبہ نے نظم کے اشعار کی تشریح یا خلاصہ تحریر کیا۔ ذخیرۂ الفاظ کی کمی اور املا کی اغلاط بھی نظر آئیں۔ سوال کو پوری طرح نہ سمجھنے اور مذکورہ خامیاں ہونے کے سبب جواب ناقص قرار پایا۔

مثال:

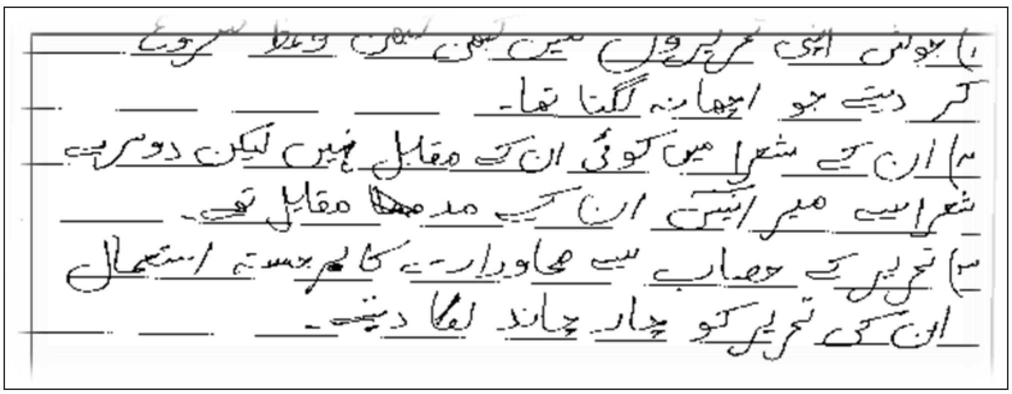
۱) جو لوگ اپنی تحریروں میں لکھی غلطی کر دیتے جو اچھا نہ لگتا تھا۔
۲) ان کے شعرا میں کوئی ان کے مقابل نہیں لیکن دوسرے شعرا میں میر انیس ان کے مدمقابل تھے۔
۳) تحریر کے حساب سے محاورات کا برجستہ استعمال ان کی تحریر کو چار چاند لگا دیتے۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ایک ہی موضوع یا نکتے پر مختلف انداز سے سوالات بنا کر اسے طلبہ سے حل کروائیں۔
- طلبہ کو اس بات کے لیے تیار کریں کہ وہ جواب لکھنے سے پہلے سوال کو سمجھنے پر اپنا وقت لگائیں۔
- مشکل الفاظ کا املا ہفتے میں تین دن اگر طلبہ کو کرایا جائے تو اس سے نہ صرف ان کا ذخیرۂ الفاظ بڑھے گا بلکہ املا بھی درست ہوگا۔

(ج)

گو حکم تیرے لاکھوں یاں ٹالتے رہے ہیں
لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا

درج بالا شعر کی تشریح شاعر کے حوالے کے ساتھ کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال کے لکھے گئے جوابات کا تاثر بہتر نظر آیا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے شاعر کے حوالے کے ساتھ مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے تشریحات تحریر کیں۔ جملوں میں ربط اور تسلسل بھی قائم کیا۔ اکثر طلبہ نے حمد اور نعت کا فرق بھی تحریر کیا، جب کہ سوال میں اس حوالے پوچھا نہیں گیا تھا۔ یہ ایک اضافی نکتہ تھا جو کم و بیش ہر طالبِ علم نے لکھا۔

مثال:

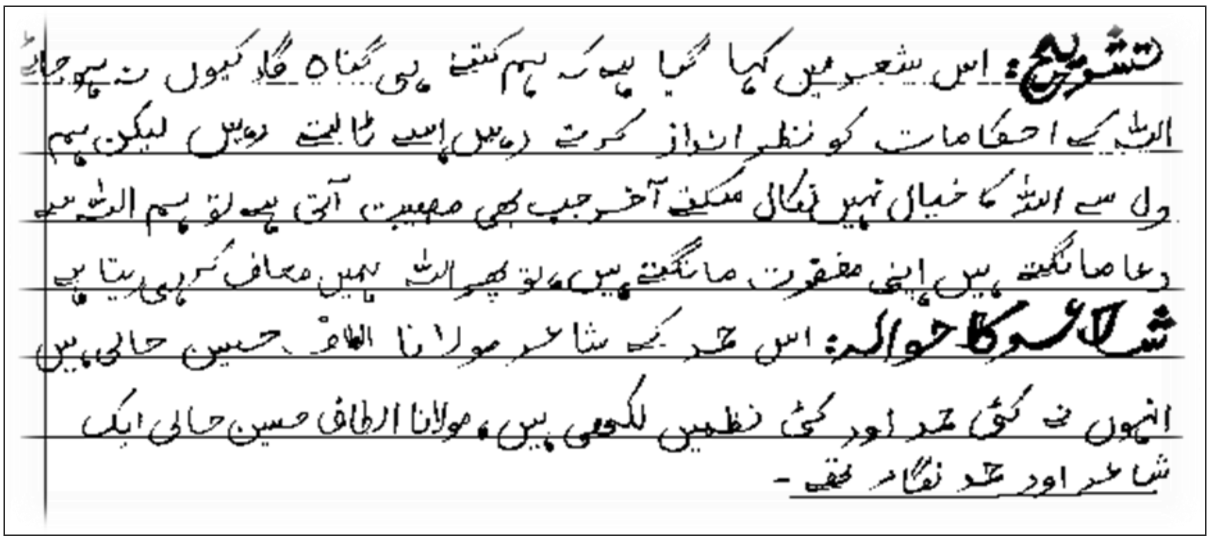
تشریح: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ ہم کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہو جائیں
اللہ کے احکامات کو نظر انداز کرتے رہیں اسے ناراض رہیں لیکن ہم
دل سے اللہ کا خیال نہیں نکال سکتے آخر جب بھی مصیبت آتی ہے تو ہم اللہ سے
دعا مانگتے ہیں اپنی مغفرت مانگتے ہیں تو پھر اللہ ہمیں معاف کر ہی دیتا ہے
شاعر کا حوالہ: اس حمد کے شاعر مولانا الطاف حسین حالی ہیں
انہوں نے کئی حمد اور کئی نظمیں لکھی ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی ایک
شاعر اور حمد نگار تھے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے شعر کی تشریح کی جگہ مصرعوں کی نثر تحریر کر دی ہے۔ شعر کی تشریح مبہم انداز میں کی گئی۔ بعض طلبہ نے دیا گیا شعر ہی بطور تشریح نقل کر دیا ہے۔ طلبہ کو شاعر اور مصنّفین کا فرق بھی معلوم نہیں تھا۔ مثلاً کسی نے ' سجاد حیدر یلدرم ' اور کسی نے ' ڈپٹی نذیر احمد ' کو اس شعر کا شاعر قرار دیا ہے۔ کافی طلبہ نے حمد کو نعت کا شعر سمجھتے ہوئے اس کی تشریح کی ہے۔ اور ساتھ ہی حمد کے شاعر کا نام بھی درست تحریر نہیں کیا ہے۔ ذخیرۂ الفاظ کا مناسب استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ جملوں میں ربط و تسلسل کی بھی کمی نظر آئی۔

مثال:

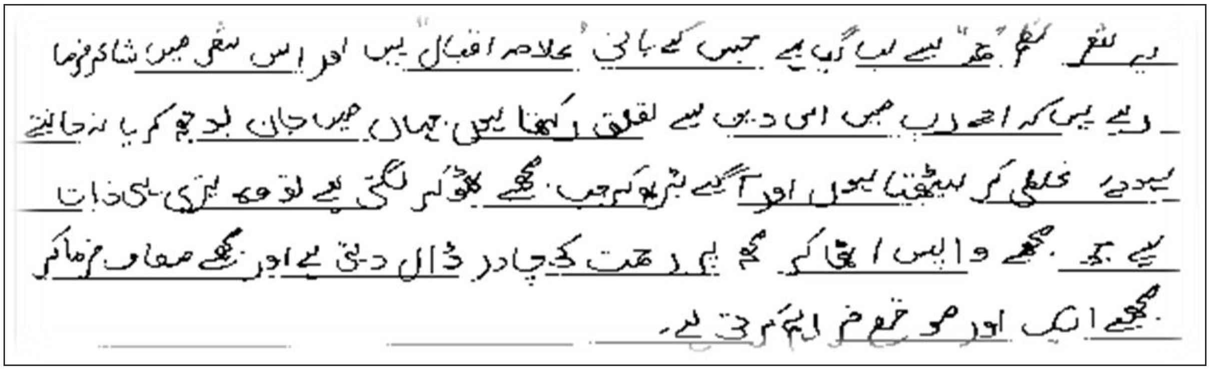

یہ شعر نظم "محمد" سے لیا گیا ہے جس کے بانی علامہ اقبال ہیں اور اس شعر میں شاعر فرما
رہے ہیں کہ اچھے رب میں اسی دنیا سے تعلق رکھتا ہوں جہاں میں جان بوجھ کر یا نہ جانتے
ہوئے غلطی کر بیٹھتا ہوں اور آگے بڑھ کر جب مجھے ٹھوکر لگتی ہے تو وہ تیری ہی ذات
ہے جو مجھے واپس اٹھا کر مجھ پر رحمت کی چادر ڈال دیتی ہے اور مجھے معاف فرما کر
مجھے ایک اور موقع فراہم کرتی ہے۔

تجاویز:

- ❖ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ شاعر اور مصنّفین کے مابین فرق کو واضح کریں۔
- ❖ مماثل اشعار کی مشق بھی کرائیں، اس سے طلبہ میں شعری ذوق پروان چڑھے گا۔
- ❖ تشریح کس طرح کرنی چاہیے اس کی کمرۂ جماعت میں مختلف سرگرمیوں کے ذریعے مشق کروانی چاہیے۔
- ❖ درست املا لکھنے کی بھی مشق مختلف سرگرمیوں کے ذریعے کرانی چاہیے۔

سوال.3:

کراچی میں مسافر ریل گاڑیوں میں تصادم، 21 ہلاک

تصادم سے ریل گاڑی کی دو بوگیاں پٹڑی سے اُتر کر الٹ گئیں۔ اطلاعات کے مطابق امدادی کارکنوں کو، زخمیوں کو نکالنے میں دشواری کا سامنا رہا۔

پاکستان میں ریل گاڑی کے حادثات کوئی غیر معمولی واقعات نہیں ہیں اور اکثر ان کی وجہ لائنوں اور سگنل نظام میں خرابی اور عملے کی غفلت بتائی جاتی ہے۔ درج بالا خبر کے پس منظر میں، پاکستان میں آئے دن بڑھتے ہوئے حادثات پر تبصرہ کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال میں طلبہ کی کارکردگی بہتر نہیں تھی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

وہ طلبہ تھے جنھوں نے اپنے جواب کی ابتدا بہتر تمہید سے کی تھی۔ کچھ طلبہ نے موضوع سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے اشعار بھی تحریر کیے۔ پاکستان میں ہونے والے واقعات اور حادثات کا بھی حوالہ دیا۔ حادثات رونما ہو جانے کے بعد متاثرین کن اذیتوں کا سامنے کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی تحریر کیا۔ طنز اور مزاح کے پیرائے میں حکمراں طبقے کو بھی مخاطب کرتے ہوئے ان کے کارنامے پیش کیے۔ کمانڈ ورڈ/ کلماتِ امریہ (**تبصرہ کی تعریف**) سے واقفیت کی بنا پر تبصرہ بہتر انداز میں تحریر کیا۔ اپنے جملوں میں ربط اور تسلسل بھی قائم کرنے کی کوشش کی۔ دی گئی سطور کا بھی خیال رکھا۔ ذخیرۂ الفاظ میں کم از کم تین بہتر الفاظ موضوع کی مناسبت سے لکھے۔

مثال نمبر1:

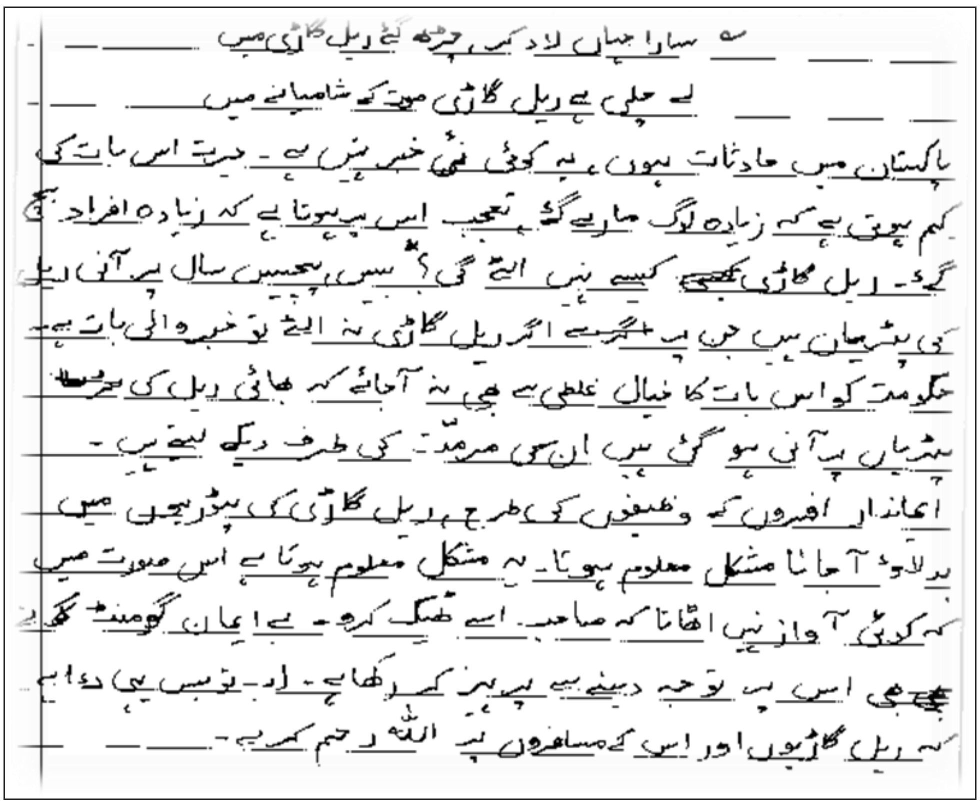
سارا جہاں لاد کر چڑھ گئے ریل گاڑی میں
لے چلی ہے ریل گاڑی موت کے شامیانے میں
پاکستان میں حادثات ہوں، یہ کوئی نئی خبر نہیں ہے۔ حیرت اس بات کی
کم ہوتی ہے کہ زیادہ لوگ مارے گئے۔ تعجب اس پہ ہوتا ہے کہ زیادہ افراد بچ
گئے۔ ریل گاڑی کیسے نہیں الٹے گی؟ بس پچیس سال پرانی ریلوے
کی پٹڑیاں ہیں جن پہ اگر ریل گاڑی نہ الٹے تو خبر والی بات ہے۔
حکومت کو اس بات کا خیال غلطی سے بھی نہ آئے کہ بھائی ریل کی پٹڑیاں
پٹڑیاں پرانی ہو گئی ہیں ان کی مرمت کی طرف دیکھ لیتے ہیں۔
ایماندار افسروں کے وظیفوں کی طرح ہر ریل گاڑی کی پٹڑیوں میں
پر لاؤ آ جانا مشکل معلوم ہوتا ہے مشکل معلوم ہوتا ہے اس صورت میں
کہ کوئی آواز نہیں اٹھاتا کہ صاحب اسے ٹھیک کرو۔ بے ایمان گورنمنٹ کو
بھی اس پہ توجہ دینے سے پرہیز کر رکھا ہے۔ اور بس یہی دعا ہے
کہ ریل گاڑیوں اور اس کے مسافروں پہ اللہ رحم کرے۔

مثال نمبر2:

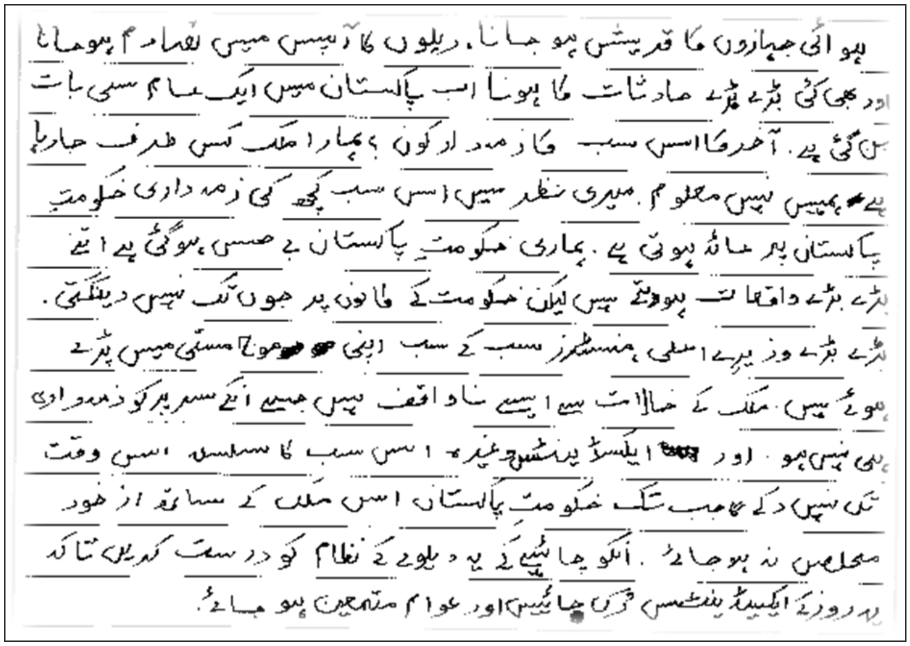

ہوائی جہازوں کا قریش ہو جانا۔ ریلوں کا آپس میں تصادم ہو جانا
اور بھی کئی بڑے بڑے حادثات کا ہونا اب پاکستان میں ایک عام سی بات
بن گئی ہے۔ آخر کار اس سب کا ذمہ دار کون ہے؟ ہمارا ملک کس طرف جا رہا
ہے ہمیں نہیں معلوم۔ میری نظر میں اس سب کچھ کی ذمہ داری حکومت
پاکستان پر عائد ہوتی ہے۔ ہماری حکومت پاکستان بے حس ہو گئی ہے اتنے
بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔
بڑے بڑے وزیر اسلی منسٹرز سب کے سب اپنی موج مستی میں پڑے
ہوئے ہیں۔ ملک کے حالات سے ایسے ناواقف ہیں جیسے انکے سر پر کو ذمہ داری
ہی نہیں ہو۔ اور ایکسڈینٹس وغیرہ۔ اس سب کا سلسلہ اس وقت
تک نہیں رکے گا جب تک حکومت پاکستان اس ملک کے مسائل از خود
مخلص نہ ہو جائے۔ انکو چاہیے کہ یہ ریلوے کے نظام کو درست کریں تاکہ
ہر روز کے ایکسیڈینٹس رک جائیں اور عوام مطمئن ہو جائے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت کمانڈ ورڈ / کلماتِ امریہ (تبصرہ کی تعریف) سے ناواقفیت کی بنا پر تبصرہ بہتر انداز میں تحریر نہیں کر سکی۔ طلبہ نہ تو عمدہ تمہید لکھ سکے اور نہ ہی دیے گئے موضوع پر اپنے جامع خیالات کو بیان کر سکے۔ املا کی اغلاط نے دیے گیے جوابات کا تاثر مزید ناقص بنا دیا۔ مثلاً پر و(پروا)، ناوقف (ناواقفیت)، صیح (صحیح)وقت فہ وقتاً(وقتاً فوقتاً)وغیرہ۔۔ذخیرۂالفاظ کی کمی غیر معیاری تحریر کا باعث بن رہی ہے۔ طلبہ نے نکات تحریر کیے لیکن ربط و تسلسل کے فقدان نے ان نکات کو مبہم بنا دیا۔

مثال:

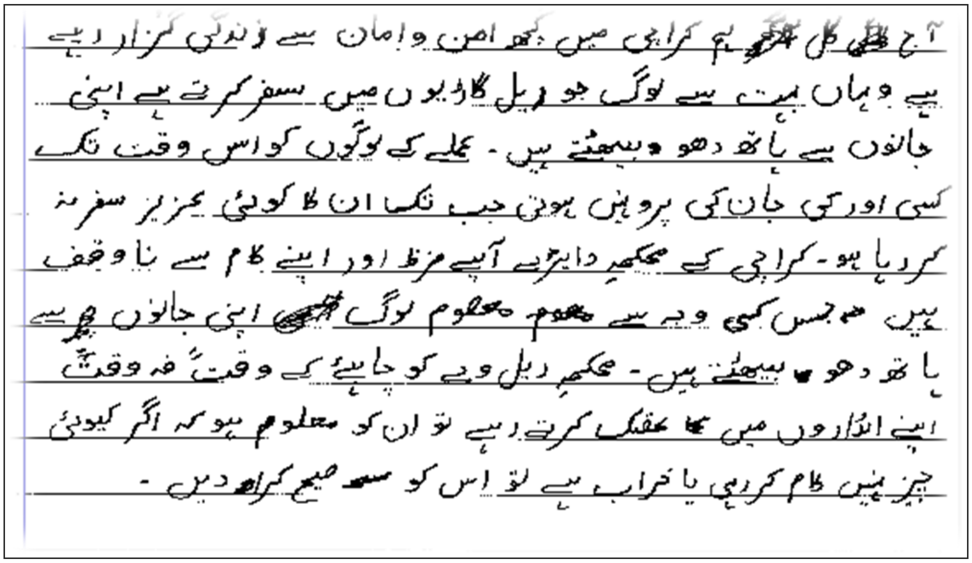

آج کل ہم کراچی میں کچھ امن و امان سے زندگی گزار رہے
ہیں وہاں بہت سے لوگ جو ریل گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں اپنی
جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ عملے کے لوگوں کو اس وقت تک
کسی اور کی جان کی پروا نہیں ہوتی جب تک ان کا کوئی عزیز سفر نہ
کر رہا ہو۔ کراچی کے محکمہ دار بڑے آپسے مزظ اور اپنے کام سے نا واقف
ہیں جس کی وجہ سے معلوم لوگ اپنی جانوں سے
ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ محکمہ ریلوے کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً
اپنے اداروں میں چیکنگ کرتے رہیں تو ان کو معلوم ہو کہ اگر کوئی
چیز نہیں کام کر رہی یا خراب ہے تو اس کو صحیح کرا دیں۔

تجاویز:

- تبصرہ کا سوال امتحانی پرچے کا لازمی جز ہے، اسی لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اس کلمۂ امر یہ 'تبصرہ' کی تیاری اچھے سے کرائیں، اس کی تعریف امتحانی سلیبس کے حصّے میں موجود ہے۔
- اس کمانڈ ورڈ کی مشق مختلف سرگرمیوں کے ذریعے کرائی جاسکتی ہے۔
- اس کمانڈ ورڈ کی تعریف میں تفصیلی طور پر درج ہے کہ سوال میں اس لفظ کے استعمال پر طلبہ کو کیا کیا کرنا ہے۔
- ذخیرۂ الفاظ کے بہتر استعمال کے لیے زیادہ سے زیادہ مطالعہ کی جانب راغب کیا جائے۔
- املا کی اغلاط میں کمی کے لیے دورانِ تدریس املا لیا جائے۔ املا سمعی مہارت کی ایک اچھی سرگرمی ہے جس کے ذریعے نہ صرف املا بہتر ہو سکتا ہے بلکہ الفاظ کی ادائیگی بھی طلبہ جان جائیں گے کہ کون سا لفظ کس طریقے سے بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر4:

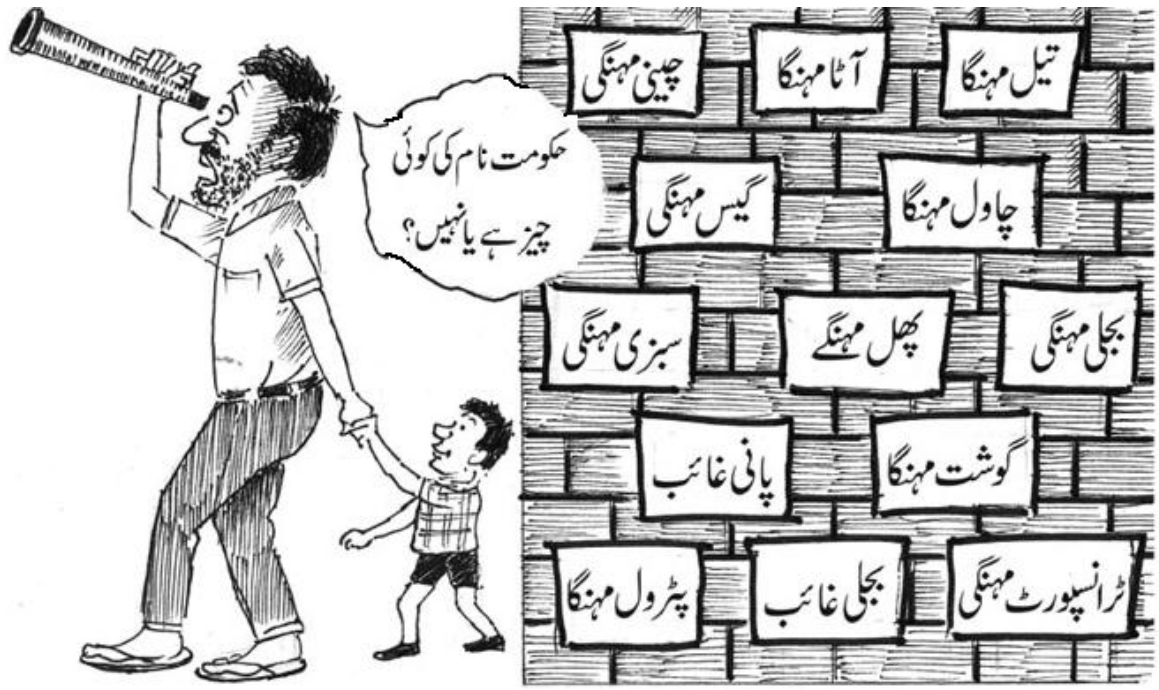

دی گئی تصویر کا مطالعہ کیجیے اور بتایئے کہ ان تمام باتوں کا اثر براہ راست کس پر پڑ رہا ہے؟ نتیجے کی صورت میں **روداد** یا **کہانی** تحریر کیجیے۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔
2۔ دورِ حاضر کے واقعات کو مدِّنظر رکھیے۔
3۔ طنز و مزاح کی خوبی اضافی سمجھی جائے گی۔
4۔ لکھنے کے لیے جس صنف کا انتخاب کریں اُس پر ✓ کا نشان لگائیں۔

کہانی / روداد

نوٹ: مجموعی طور پر اس سال رودداد تحریر کرنے میں کچھ بہتر صورتحال نظر آئی۔ سوال میں طلبہ کی کارکردگی نصف بہتر رہی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

موزوں عنوان تحریر کیا۔ طلبہ نے طنز و مزاح کا استعمال کرتے ہوئے کم از کم چھے جملوں میں ربط و تسلسل قائم کیا۔ روداد میں موضوع سے مطابقت رکھتے ہوئے کم از کم 2 پیراگراف تحریر کیے۔ دورِ حاضر کے مطابق طنزیہ اور مزاحیہ جملوں کی مدد سے تحریر کو دلچسپ بنایا۔ طنز و مزاح کے حوالے سے کم از کم دو جملے لکھے، اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے کم از کم چار الفاظ تحریر کیے۔ طلبہ نے دی گئی سطور کا خاطر خواہ استعمال کیا۔ ذخیرۂ الفاظ کا بہتر استعمال نظر آیا۔ جن طلبہ نے کہانی کی صنف کا انتخاب کیا انھوں نے کہانی کی ساخت کو مدِ نظر رکھ کر مواد تحریر کیا۔ صیغۂ ماضی میں لکھا، کرداروں کی تقسیم بھی کی، تجسس بھی اپنی حد تک پیش کرنے میں کہیں کہیں کامیاب ہوئے، اختتامی انداز بھی بہتر تھا۔

مثال نمبر1:

"بڑھتی ہوئی مہنگائی!!!"

ایک دن میں گھر میں بیٹھے ہوئے سبق پڑھ رہا تھا کہ میرے امی نے مجھے آواز دی
تو میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور امی کے سامنے حاضر ہوا تو انھوں نے کہا کہ جلدی
سے بازار میں جا کر سبزی، پھل، چینی، گوشت، چاول، آٹا اور تیل لے کر آؤ
یہ کہتے ہوئے انھوں نے مجھے پیسے دیئے اور کہا کہ جلدی آجاؤ کیونکہ کچھ مہمان
آئے ہوئے ہیں۔ تو میں نے جلدی سے اپنی موٹر سائیکل نکالی۔ اسٹارٹ کر کے دیکھا
تو تیل ختم ہو چکا تھا تو میں بڑا سا ئیکل لے کر روانہ ہو گیا بازار میں پہنچ
کر چیزوں کی دام پوچھی تو میں دنگ رہ گیا کہ چیزوں کی قیمتیں آسمان
سے باتیں کر رہی تھی۔ میں نے بہت منت وسماجت کی لیکن دکاندار
ایک بھی پیسہ کم کرنے پر راضی نہ ہوا۔ تو میں نے صرف گوشت، چاول اور
تیل خرید سکا ان پیسوں سے۔ مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ کل تک یہ
اشیاء سستی تھے اچانک ان کی دام کیسے بڑھا دی۔ مجھے اپنے حکمرانوں پر
بڑا غصہ آیا۔ ان کے انگلیاں گھی میں ہیں لیکن ہم غریبوں کا
[illegible] فکر ہی نہیں۔ مگر افسوس "قسمتِ درویش برجانِ
درویش"۔ خیر میں انھیں لے کر گھر آگیا اور امی کو بتایا تو وہ بھی
دنگ رہ گئی۔

رات کو بجلی نہ آئی۔ مہمان بیچارے گرمی میں مچھروں کی
دریا بچھے ہوئے تھے۔ دلاور فگار نے کیا خوب کہا ہے کہ
کہ میں نے کہا شہر میں بجلی بنتی ہے
کوشش کرو کہ یار تو سے پنکھا جھلا کرو

مثال نمبر2:

کہانی/روداد

مہنگائی کا جن بے قابو

علی کے ابو ایک دکان میں ملازمت کرتے تھے ان کی آمدنی بے
حد کم تھی اور اس قدر کم آمدنی میں ان کا، ان کی بیوی، دو بیٹیوں اور
چھوٹے اور اکلوتے بیٹے علی کا گزارہ بہت مشکل سے ہوتا تھا دن بہ دن
مہنگائی کا بھوت بھی سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔ اس قدر مہنگائی میں
غرباء جائیں تو آخر جائیں کہاں۔ علی اب بڑا ہو گیا تھا اور اسکول جانے کی
عمر کو پہنچ گیا تھا۔ بیٹیوں کو تو انھوں نے اپنی غریبی کی وجہ سے ان پڑھ رکھا
تھا مگر علی سے ان کو امید تھی کہ وہ بڑا ہو کر ان کا سہارا بنے گا ایک دن
جب انھوں نے ایک اچھا اسکول دیکھ کر وہاں علی کے داخلے کے لیے رخ کیا
تو واپس مایوس ہو کر آنا پڑا کیونکہ اس اسکول کی فیس حد سے زیادہ
تھی آخر کار مہنگائی سے تنگ آکر علی کا داخلہ ایک سرکاری اسکول میں کروایا
گیا جہاں تعلیم کا معیار خستہ حال تھا۔ اب علی کے ابو کے کندھوں پر ان
کے بیٹیوں کی شادی کا بوجھ تھا اور یہاں مہنگائی کا یہ عالم تھا کہ دو وقت
پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں تھا۔ اس دن علی اپنے ابو کے ساتھ بازار
کچھ سامان کی خریداری کے لیے گیا۔ بازار پہنچ کر جو حال دیکھا تو بے ساختہ
پسینے چھوٹ گئے اور آنکھیں پھٹ گئیں جس دکان کا رخ کرتے جاتے وہ
سبزی کی ہو، پھل کی، گوشت یا سودا سلف کی دکانداروں کے دام سن کر
حیرت میں پڑ جاتے۔ وہ عوام کے منہ مانگے داموں چیزیں بیچ رہے تھے۔ ان

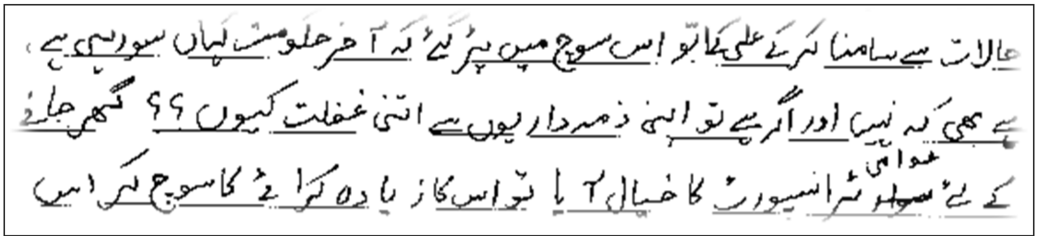

حالات سے سامنا کرتے علی کا تو اس سوچ میں پڑ گئے کہ آخر حکومت کہاں سو رہی ہے ؟
ہے بھی کہ نہیں اور اگر ہے تو اپنی ذمہ داریوں سے اتنی غفلت کیوں ؟؟ گھر جانے
کے لیے عوامی سولو ٹرانسپورٹ کا خیال آیا تو اس کا زیادہ کرایہ کا سوچ کر اس

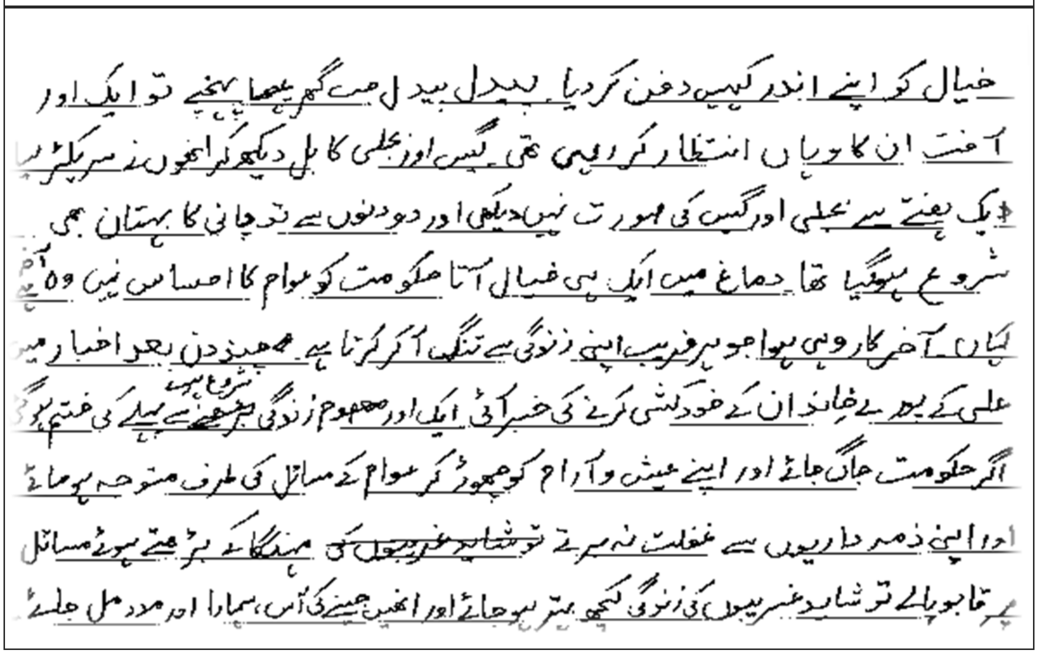

خیال کو اپنے اندر کہیں دفن کر دیا۔ پیدل پیدل جب گھر پہنچا پہنچے تو ایک اور
آفت ان کا وہاں انتظار کر رہی تھی۔ گیس اور بجلی کا بل دیکھ کر انھوں نے سر پکڑ لیا
ایک ہفتے سے بجلی اور گیس کی صورت نہیں دیکھی اور دونوں سے تو چاپانی کا بہتان بھی
شروع ہو گیا تھا۔ دماغ میں ایک ہی خیال آتا حکومت کو عوام کا احساس نہیں وہ آخر
کہاں۔ آخر کار وہی ہوا جو ہر غریب اپنی زندگی سے تنگ آ کر کرتا ہے۔ چند دن بعد اخبار میں
علی کے پورے خاندان کے خودکشی کرنے کی خبر آئی۔ ایک اور معصوم زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گئی
اگر حکومت جاگ جائے اور اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر عوام کے مسائل کی طرف متوجہ ہو جائے
اور اپنی ذمہ داریوں سے غفلت نہ برتے تو شاید غریبوں کی مہنگائی کے بڑھتے ہوئے مسائل
پر قابو پا لے تو شاید غریبوں کی زندگی کچھ بہتر ہو جائے اور انھیں جینے کی آس، سہارا اور مدد مل جائے

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت اب بھی کہانی اور روداد میں فرق نہیں کر پا رہی ہے۔ جس کے باعث عبارت اپنا اچھا تاثر پیش نہیں کر سکی۔ کہانی کے بنیادی ڈھانچے سے ناواقفیت کے باعث طلبہ پورے نمبر حاصل نہیں کر پا رہے ہیں۔ دورِ حاضر کے واقعات تحریر کیے لیکن ان میں ربط و تسلسل غائب تھا، جب کہ مواد کی کمی کو بھی دورانِ جانچ دیکھا گیا۔ طلبہ درست صنف میں طبع آزمائی نہیں کر سکے۔ کہانی پر نشان لگا کر روداد لکھ ڈالی اور روداد پر نشان لگا کر کہانی لکھنے کی کوشش کی۔ کہیں کہیں مضمون بھی لکھا گیا۔ غیر معیاری تحریر اور بے ربط جملے بھی سامنے آئے۔ ذخیرۂ الفاظ کی کمی طلبہ کے خیالات کے سامنے دیوار کی مانند ہے وہ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر پا رہے ہیں۔ املا کی اغلاط نے عبارت کے حسن کو مجروح کیا ہے۔ معیاری طنز و مزاح جو عبارت کو چار چاند لگا دیتا ہے اس کا بھی فقدان نظر آیا۔

مثال:

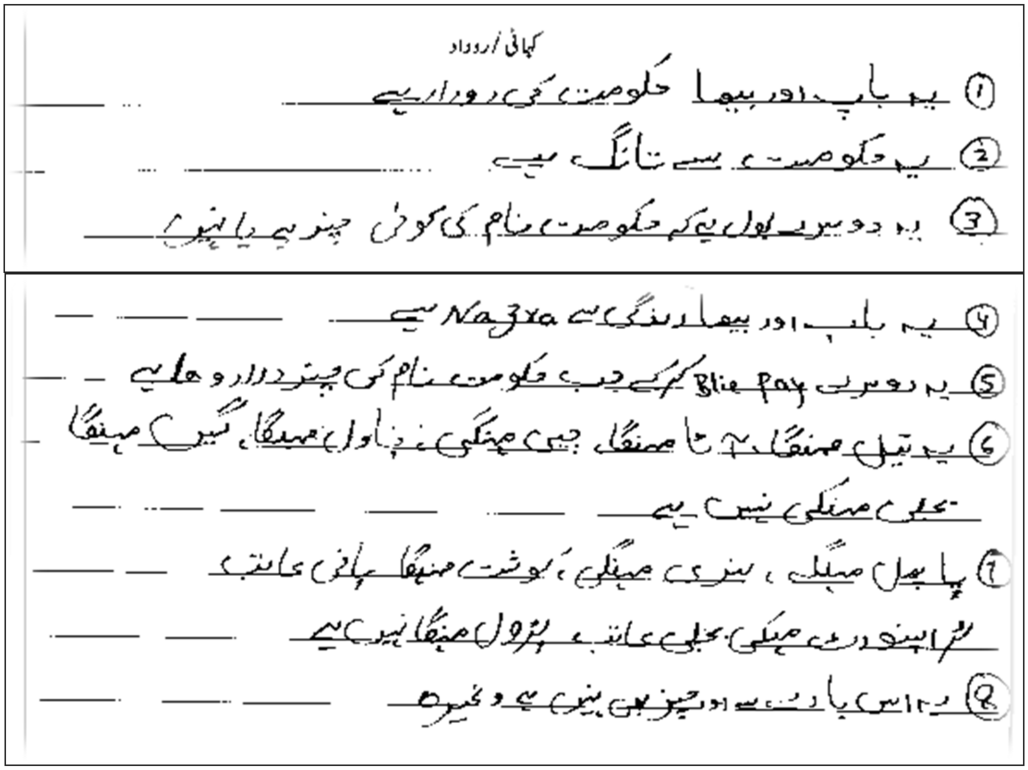

تجاویز:

- ❖ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ذخیرۂ الفاظ میں اضافے کے لیے مختلف سرگرمیاں کرائیں۔
- ❖ معیاری مزاح نگاری کی مشق بھی کرائی جائے۔
- ❖ طلبہ کو مختلف مزاح نگاروں کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کو کہا جائے۔
- ❖ مزاحیہ تحریروں کے مواد کو بطور تفہیم عبارت خوانی اور سمعی مہارت میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- ❖ مختلف کہانی کاروں کی تحریر بطور مثال انھیں پڑھنے کے لیے دی جائے۔ بعد از مطالعہ کہانی کی ساخت کے حوالے سے اجزا کی الگ الگ نشان دہی کروائی جائے۔ اسی طرح روداد کے نمونے بھی انھیں ساخت کو سمجھنے کے لیے دیے جائیں۔
- ❖ ذخیرۂ الفاظ میں اضافے کے لیے مختلف مشقی صفحے ترتیب دیے جائیں تاکہ طلبہ ان الفاظ کے معنٰی اور ان کے استعمال سے واقف ہو سکیں۔

سوال نمبر 5:

'پرہیز علاج سے بہتر ہے' کی کہاوت جتنی دوسری بیماریوں کے لیے صحیح ہے، اتنی ہی دانتوں کے لیے بھی ٹھیک ہے۔ پاکستان میں اوسطاً ہر تین میں سے ایک شخص مسوڑھوں کے مسائل میں مبتلا ہے۔ جب کہ دوسرا بڑا مسئلہ دانتوں میں کیڑا لگنا اور ان میں سوراخ ہو جانا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ دانتوں کا صاف نہ ہونا ہے۔ کھانے پینے کی ہر چیز منہ کے ذریعے ہی جسم میں جاتی ہے۔ منہ کی صفائی نہ کرنے کے سبب لوگ مختلف مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔

اپنے دوست / سہیلی کے نام خط لکھیے اور اسے بتائیے کہ دانت صحت کے لیے کتنے ضروری ہیں؟ نیز کوئی دو ایسے طریقے بتائیے جس سے دانتوں کی حفاظت با آسانی کی جا سکتی ہو۔

نوٹ: مجموعی طور اس سوال میں طلبہ کی کارکردگی قدرے بہتر تھی۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے غیر رسمی خط کے بنیادی ڈھانچے کو پیش کیا ہے۔ یہی سبب ہے خط کی ساخت مجموعی طور پر سب نے بہتر پیش کی۔ اکثریت نے درست حفاظتی طریقے تحریر کیے اور اس کے ساتھ ساتھ مفید مشورے بھی تحریر کیے۔ خط کے لیے دیے گئے موضوع کی بہترین انداز میں وضاحت کی۔ خط کے درست اجزا بھی تحریر کیے۔ القاب و آداب کا استعمال درست استعمال کیا گیا۔ عمدہ ذخیرۂ الفاظ کا موزوں استعمال، معیاری املا اور خط (لکھائی) پیش کیا۔ کم از کم چار جملوں میں ربط و تسلسل رکھ کر اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے کم از کم چار موزوں الفاظ بھی تحریر کیے۔ غلطی سے پاک تحریر یا پھر صرف دو غلطیاں کیں۔

مثال:

از کمرۂ امتحان

ا۔ب۔ج

کراچی

۱۳ مئی ۲۰۱۷ء

میری پیاری سہیلی

السلامُ علیکم

اور سناؤ کیا حال ہیں تمہارے؟ وہاں حالات کیسے ہیں؟ زندگی کی مصروفیات میں کھو سی گئی تھی اسلیئے تم سے ملنے نہ آسکی۔ آج صبح تڑکے اٹھ کر اخبار پڑھا تو یہ پڑھ کر میں پریشان ہوگئی کہ آج کل لوگوں کے منہ میں دانتوں کی بیماری عام ہوگئی ہیں۔

میں نے سوچا کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ دانت ہماری صحت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ دانت کے ذریعے ہی ہم کھانا چبا سکتے ہیں۔ دانت ہمارے چہرے کی خوبصورتی میں چار چاند لگاتے ہیں۔ دانت نہ ہوں تو ہمیں کھانا کھانے میں کتنی دشواری ہوگی کبھی سوچا ہے؟ اگر دانت گر جائیں تو دوبارہ نہیں آتے ہیں۔ دانتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ دن میں دو مرتبہ دانت مانجیں۔ دوسری یہ کہ رات میں سوتے وقت تو خاص طور پر دانت صاف کریں اور زیادہ میٹھا کھانا کھانے سے دریغ کریں۔ اس طرح ہم اپنے دانتوں کی باآسانی حفاظت کرسکتے ہیں۔

امید ہے کہ تم میری نصیحتوں پر غور کرو گی۔ خدا حافظ

فقط تمہاری دوست

ج۔چ۔ح

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بہت کم تعداد طلبہ کی ایسی تھی جن کی مثالوں میں بنیادی نقص تھا۔ خط کو درخواست کے انداز میں لکھا، غیر رسمی خط میں بے تکلفانہ انداز کو نہیں اپنایا گیا۔ قواعد کی اغلاط بھی کی گئی تھیں، القاب و آداب کا استعمال درست نہیں کیا گیا۔ ناقص ذخیرۂ الفاظ نے اس سوال میں بھی طلبہ کی کارکردگی کو متاثر کیا۔ خط کے آخر میں طلبہ نے اپنا نام اور اسکول کا نام بھی لکھا۔

مثال:

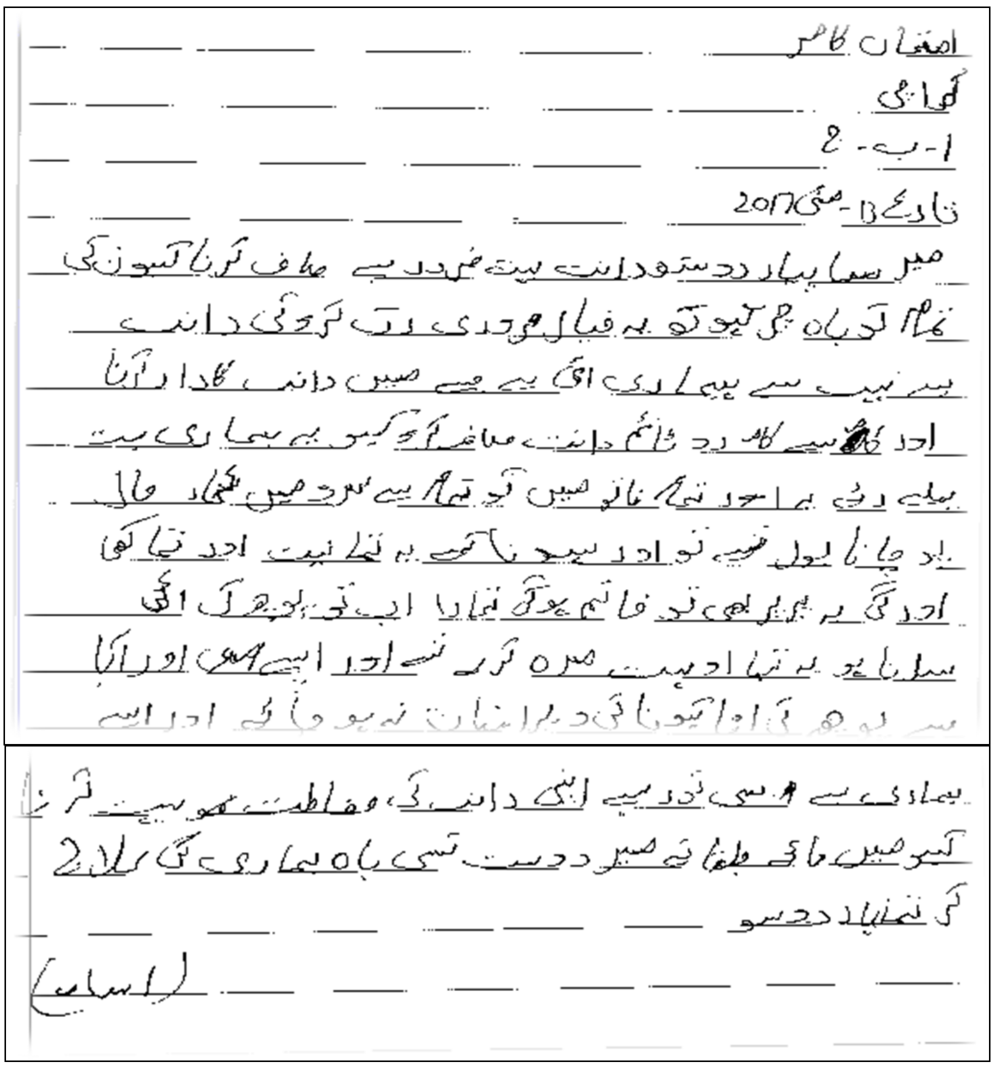
امتحان کا مرکز
کراچی
ا-ب-ج
تاریخ 13 مئی 2017
(السلام)

تجاویز:

- دورانِ تدریس اساتذہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ طلبہ خط کے درست اجزا، پیشانی، متن اور اختتام وغیرہ پورے سال میں بہتر انداز سے سیکھ لیں۔ رسمی اور غیر رسمی خط میں واضح فرق جاننے کے لیے طلبہ کو خطوط کے مختلف نمونے بطور مطالعہ دیں۔
- تخلیقی تحریر کو جامع بنانے کے لیے ذخیرۂ الفاظ میں اضافے کے لیے مشقیں کرائی جائیں۔
- خط لکھنے کے حوالے سے دیے جانے والے موضوعات کو سمجھنے کی مشق بھی کرائی جائے۔
- طلبہ کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ امتحانی کاپی میں اپنا یا اپنے اسکول کا نام قطعی نا لکھیں۔